دعوت وارشاد

اہمیت، مقاصد اور ضرورت

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے جامعہ دارالعلوم کراچی کے تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے طلبہ سے دعوت وتبلیغ کی ضرورت واہمیت اور اس کے مقاصد وطریقہ کار پر مختصر اور جامع خطاب فرمایا، جسے مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب نے مرتب کیا، حضرت کا یہ خطاب قارئین وفاق کی خدمت میں پیش ہے.....(ادارہ)

تمہیدی کلمات:......خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: میرا ارادہ شروع میں یہ تھا کہ تعلیمی سال کے دوران بھی آپ حضرات سے وقتاً فوقتاً گفتگو کرنے کا موقع ملے، لیکن آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ اس سال کئی مہینے میرے بیماری میں گزرے ہیں، اس کی وجہ سے اپنے روزمرہ کے فرائض بھی اچھی طرح نہیں انجام دے سکا اور اس کی وجہ سے بہت سے کام جمع ہوگئے، لیکن الحمدللہ میں آپ کے اساتذہ سے شعبہ کی کارکردگی اور اس کے مسائل سے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا ہوں اور بحیثیت مجموعی یہ اطمینان ہوا ہے کہ روز بروز اس شعبہ کے معیار میں ترقی ہو رہی ہے. جس کے لئے حضرت مولانا ساجد الرحمان صاحب اور حضرت مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب دونوں نے بڑی محنت سے کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ شعبہ مزید ترقی کرے گا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کی مجلس میں اس شعبے کے قیام کے اغراض ومقاصد اور یہاں تعلیم حاصل کرنے والوں اور فارغ ہونے والوں کے طرزِ عمل کے بارے میں کچھ بات ہوجائے۔

دعوتِ دین کا خلاصہ:......اتنی بات تو آپ سب پر واضح ہے کہ اس شعبے کا مقصد دعوت وارشاد کے لئے افراد تیار کرنا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ درس نظامی کی تکمیل کے ذریعے علوم اسلامیہ سے الحمدللہ ایک طالب علم کو اچھی واقفیت

ہوجاتی ہے لیکن دنیا کے ہر علم وفن کا قاعدہ یہ ہے کہ محض نظریاتی تعلیم کافی نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ تربیت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور مقصد کے ساتھ اس کے متعلقات کو بھی صحیح طریقے سے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، اس غرض سے یہ شعبہ قائم کیا گیا تھا کہ فضلاء درسِ نظامی کو دعوت دین اور ارشاد کے لئے تیار کیا جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ ساری دعوت دین کا خلاصہ اس آیت کریمہ میں ہے، جس میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أدع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجٰدلهم بالتی هی أحسن﴾(النحل : ١٢٥)

ترجمہ: ”اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کر کے دعوت دو اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو۔

اللہ رب العزت نے دعوت کا پورا کام تین خانوں میں سمیٹ دیا ہے کہ دعوت حکمت کے ساتھ ہونی چاہئے، موعظۂ حسنہ کے ساتھ ہونی چاہئے اور جہاں جدال کی ضرورت ہو، وہاں جدال بالتی ھی احسن ہونا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک داعی کو چاہئے کہ وہ ان تین کاموں کو اختیار کرے۔“

(۱)......حکمت......(۲)......موعظۂ حسنہ......(۳)......جدال بالتی ھی احسن

حکمت کیا ہے؟:......حکمت کا کیا مفہوم ہے؟ حکمت کے اندر وہ علوم اور معلومات آتی ہیں جن کی داعی حق کو دعوت کے وقت ضرورت پیش آتی ہے اور یہ لفظ دو چیزوں کو شامل ہے، ایک ”علوم الواقع“ ہیں جس کا مطلب ہے کہ زمین کے پر جو حقائق ہیں، یعنی جو واقعات پیش آرہے ہیں، جس قسم کے خیالات لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں اور جس قسم کے جذبات لوگوں کے دلوں میں پروان چڑھ رہے ہیں، ان کی معرفت، یہ بھی حکمت میں داخل ہے، کیونکہ اگر آدمی کو اپنے مخاطب کے مزاج کا صحیح علم نہ ہو، اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی نفسیات کیا ہیں، کس قسم کے جذبات اس کے دل میں ہیں؟ اس وقت تک وہ اپنی بات کو مؤثر طریقے سے نہیں پہنچا سکتا، دوسری چیز، اپنی بات پہنچانے کا ایسا ڈھنگ معلوم ہو، جو مخاطب کی ذہنیت، مزاج، نفسیات کے مطابق ہو اور اس پر زیادہ اثر انداز ہو سکے۔

آج کل جدید لکھنے والوں نے ایک اصطلاح استعمال کی ہے وہ ہے ”فقہ الواقع“، اس طرح فقہ کی دو قسمیں بن جاتی ہیں:

(۱)......فقہ الدین یعنی اصول شریعۃ اور احکام شریعت کی معرفت

(۲)......فقہ الواقع یعنی زمین کے حقائق اور واقعات کا صحیح علم، جب تک ان کا صحیح علم نہ ہو فقہ الدین کو واقع پر منطبق کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔

آپ جانتے ہیں کہ منطق میں ایک صغریٰ ہوتا ہے اور ایک کبریٰ ہوتا ہے، کبریٰ ایک کلیہ ہوتا ہے جبکہ صغریٰ ایک جز ئیہ ہوتا ہے، جب صغریٰ اور کبریٰ دونوں ملتے ہیں تو نتیجہ نکلتا ہے اور نتیجہ کے صحیح ہونے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ کبریٰ صحیح ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ صغریٰ واقع کے مطابق ہو، اگر کبریٰ صحیح لگا دیا، مگر صغریٰ واقع کے

مطابق نہیں ہے تو نتیجہ بھی واقعے کے مطابق نہیں ہوگا، لہٰذا جس طرح کبریٰ کا علم ضروری ہے اسی طرح صغریٰ کا علم بھی ضروری ہے، اسی صغریٰ کا دوسرا نام "فقہ الواقع" ہے۔

جب تک آپ زمینی واقعات سے آگاہ نہیں ہوں گے، اس وقت تک اصول شریعہ کو واقع پر صحیح طریقے سے منطبق نہیں کرسکیں گے، کس آدمی کو کس مرحلے پر کس انداز سے متاثر کیا جاسکتا ہے، یہ واقع کی بات ہے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو فرمایا:

" أدعهم الى شهادة أن لا أله الا الله فان هم أجابوالذلك فاعلمهم أن الله افترض عليهم خمس صلوات في اليوم والليلة..... الخ(شعب الايمان للبيهقى، باب الدعاء الى الايمان)

"ان کو لا الہ الا اللہ کی شہادت کی دعوت دو، اگر وہ قبول کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں"......الخ

دیکھیے! نمازوں کا فرض ہونا تو ایک حقیقت ہے، اس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا، لیکن آپ نے تدریج یہ بتائی کہ پہلے شہادتین کی دعوت دو، جب وہ قبول کرلیں تو پانچ نمازوں کی بات کرو، پانچ نمازیں قبول کرلیں تو زکوٰۃ کی بات کرو اور دوسرے احکام کی بات کرو، حالانکہ اصول تو متیقن ہیں، مگر یہ اس لئے کہ مخاطب کے اوپر ایک دم سے بہت ساری چیزوں کا بوجھ نہ پڑ جائے جس کے نتیجے میں وہ بھاگ جائے۔

چونکہ واقع کا جاننا حکمت کے اندر داخل ہے، تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہم نے اپنے نصاب میں اس واقع کو بیان کرنے کیلئے بہت سے مضامین شامل کئے ہیں، آپ کو اگر تقابل ادیان پڑھایا جارہا ہے تو درحقیقت وہ واقع کا بیان ہے کہ دوسرے مذاہب میں کیا صورتحال ہے، اگر آپ کو انگریزی پڑھائی جارہی ہے تو وہ اس لئے کہ دنیا میں اس کا چلن ہے اور آپ کی بات اس کے ذریعے زیادہ مؤثر ہوسکتی ہے، آپ زیادہ اچھے طریقے سے لوگوں کی ذہنیت کو سمجھ سکتے ہیں اور اپنی بات کو زیادہ مؤطریقے سے پہنچاسکتے ہیں، اسی طرح جدید فلسفے کی باتیں داخل کی گئی ہیں، وہ بھی اس لئے کہ واقع میں لوگوں کے ذہنوں میں جو خیالات پرورش پارہے ہیں، ان کو آپ سمجھیں، مختلف فرقوں کا بیان ہے تو وہ بھی اسی میں داخل ہے۔

بات پہنچانے کا صحیح ڈھنگ:......میں سمجھتا ہوں کہ واقع کے علم کے ساتھ حکمت میں یہ بھی داخل ہے کہ واقع کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بات پہنچانے کا ایسا ڈھنگ معلوم ہو، جو مخاطب کی ذہنیت، مزاج، نفسیات کے مطابق ہو اور اس پر زیادہ اثر انداز ہوسکے۔

میں نے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) کا واقعہ مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ ان کے ایک صاحب سے دوستی کے تعلقات تھے، ان کی داڑھی نہیں تھی، مگر آتے جاتے تھے، ملاقاتیں ہوتی تھیں، ایک موقع پر مولانا نے ان سے داڑھی رکھنے کی فرمائش کردی کہ بھئی آپ داڑھی رکھ لیں، کیونکہ یہ سنت ہے،

اس نے آٹا چھوڑ دیا، اس پر حضرتؒ نے فرمایا کہ ''میں نے کچے توے پر روٹی ڈال دی'' آپ کو معلوم ہے کہ روٹی پکانے کے لئے ضروری ہے کہ توے کو پہلے گرم کیا جائے، اگر توا کچا ہو، یعنی گرم نہ ہو تو روٹی پکنے کے بجائے خراب ہو جاتی ہے، تو حضرتؒ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ابھی تربیت کے کچھ مراحل باقی تھے، ان کو پورا کرنا چاہئے تھا، اس کے بعد اسے احکام پر آنے کی دعوت دینی چاہئے تھی، لیکن میں نے جلدی سے کام لیا، اس کی وجہ سے یہ نقصان ہوا۔

تو واقع کے علم کیساتھ ساتھ اس بات کا علم کہ کبریٰ، صغریٰ کے ساتھ مل کر کب نتیجہ نکالے گا، ان دو چیزوں کا مجموعہ ''حکمت'' ہے۔

نصاب کے ساتھ عملی مشق:...... پہلی چیز یعنی واقع کے علم کے لئے یہ سارا نصاب مرتب کیا گیا ہے، جس میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ آپ کو مختلف ادیان کا بھی علم ہو، مختلف نظریات اور مذاہب کا بھی علم ہو، لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے شبہات کا بھی علم ہو اور جدید فقہی مسائل اور موجودہ فکری گمراہیوں کا بھی علم ہو اور دو اہم زبانوں عربی اور انگریزی پر بھی عبور ہو۔

جبکہ دوسری چیز یعنی اس کے لئے مناسب وقت کا انتخاب اور اپنی بات پہچانے کا ڈھنگ، یہ کوئی ایسا ریاضی کا فارمولا نہیں کہ دو اور دو چار کی طرح بتا دیا جائے، اس کے لئے عملی تربیت اور مشق کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے ہم نے یہ چاہا کہ تبلیغی جماعت کا کام جو الحمد للہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے، اور اس کا فائدہ دوسری جماعتوں سے کہیں زیادہ ہے، اس میں آپ حضرات حصہ لیں، اس کے ذریعے آپ کو لوگوں تک دینی بات پہنچانے اور اسے موثر بنانے کا سلیقہ آئے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے افراد میں ایک جذبہ اور دُھن ہوتی ہے اور دعوت کا کام دُھن اور جذبے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ ''صحیح معنیٰ میں داعی وہ ہے کہ جس کے لئے دعوت بمنزلہ حوائجِ بشریہ کے ہو'' یعنی جس طرح کوئی شخص بھوکا ہو تو جب تک کھانا کھا نہ لے، چین نہیں آتا، پیاسا ہو تو پانی پیئے بغیر چین نہیں آتا، اسی طرح داعی کو دعوت دیئے بغیر چین نہیں آتا۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ماضی قریب میں اس کا صحیح مصداق مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ ہیں کہ ان کے لئے دعوت بالکل ایسے ہو گئی تھی جیسے حوائجِ بشریہ ہوتے ہیں، اسی دُھن کا اثر تھا کہ ایک مرتبہ طوائفوں کے اڈے پر پہنچ گئے اور وہاں جا کر بھی دعوت دی۔

دعوت صرف نظریاتی چیز نہیں:...... معلوم ہوا کہ دعوت صرف ایک نظریاتی چیز نہیں، بلکہ اس کے لئے دُھن اور لگن کی بھی ضرورت ہے، ہم نے تبلیغی جماعت کے ساتھ آپ کا جو رشتہ جوڑنے کی کوشش کی تھی، اس کا مقصد دو چیزیں حاصل کرنا تھا:

(۱)...... دُھن اور لگن...... (۲)...... دعوت دینے کا طریقہ اور سلیقہ

لیکن چونکہ اسے اختیاری رکھا گیا، طلبہ پر لازم نہیں کیا گیا، اس لئے اس سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھایا گیا، اب بھی ہم یہ چاہتے ہیں کہ لازمی کئے بغیر آپ حضرات اس کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس میں باقاعدہ حصہ لیں، جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے، اس وقت تک عملی تربیت پوری طرح نہیں ہوگی اور کام ادھورا رہ جائے گا۔

اس بحث کو جانے دیجئے کہ تبلیغی جماعت کے بعض پہلو ایسے ہیں جن پر بعض حضرات کو اشکالات ہیں بلکہ اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ جب کسی کام کا جائزہ لیا جائے تو اس کے مجموعی فائدے کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جہاں تک جزوی اشکالات و اعتراضات کا تعلق ہے، تو کون سا ادارہ یا جماعت ایسی ہے جو اس طرح کے جزوی اشکالات و اعتراضات سے محفوظ ہو۔

الحمد للہ، بحیثیت مجموعی اس جماعت سے امت کو بہت فائدہ پہنچا ہے اور یہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے سینے کی آگ ہے، اس کا اثر مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے، اسے غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

آیت کا دوسرا جزء ہے "الموعظة الحسنة" اس کے لئے بھی تربیت کی ضرورت ہے۔ اس کی تفصیل ابھی گزر چکی۔

جدال کے لئے ہتھیار ہونا ضروری ہے:...... تیسرا اجزاء ہے "جدال بالتی هی احسن" یہ وہاں ہے جہاں دعوت کو مخاطب نے قبول نہیں کیا، بلکہ وہ بحث و مباحث پر اتر آیا، یعنی حکمت کا بھی کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، موعظہ حسنہ کا بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور بات "جدال" تک آ ہی گئی تو شریعت نے یہ کہا کہ تمہاری طرف سے "جدال بالتی هی احسن" ہونا چاہئے اور جدال کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے پاس اس کے مناسب ہتھیار یعنی علمی دلائل موجود ہوں، اس کے لئے اس نصاب کی ضرورت ہے، جس کا ذکر شروع میں ہوا لیکن ان دلائل کو پیش کرنے کا انداز ہ، تربیت اور نگرانی چاہتا ہے، یہ بھی تربیت کا حصہ ہے کہ آپ کا مخاطب زیادہ مخالف و مخاصم نہ ہو، اپنی دلیل کو حسن اسلوب سے پیش کرنا چاہئے، آپ سے علمی مقالات لکھوانا اور درس گاہ میں مختلف موضوعات پر لیکچر دلوانا اسی "جدال بالتی هی احسن" کی عملی تربیت کا ایک حصہ ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہئے کہ جن لوگوں نے اس میدان میں کام کیا ہے، ان کے حالات کا مطالعہ کیا جائے۔

شعبے سے رابطے میں رہیں:...... جو حضرات اس سال تکمیل کر رہے ہیں، ان سے میری گزارش یہ ہے کہ چونکہ اس شعبے کا مقصد صرف نصاب پڑھوانا نہیں ہے، بلکہ ہماری خواہش یہ ہے کہ یہ شعبہ رفتہ رفتہ ایک عملی تحریک کی شکل اختیار کر جائے، اس لئے فارغ ہونے والے طلبہ اس شعبے سے رابطے میں رہیں، ہوسکتا ہے کہ ہم کوئی ایسی صورت تجویز کریں کہ اس شعبے کے قدیم فضلاء سے پیہم رابطے کی صورت قائم ہو، ان سے مشورہ کرنے یا رہنمائی کرنے کا سلسلہ جاری رہے، لہٰذا جو جہاں رہے، وہ اپنے رابطے کا نمبر اور مکمل پتہ شعبے میں درج کروا کر جائے۔

اس کے کئی فائدے ہوں گے، ایک فائدہ یہ ہے کہ کوئی نئی بات آئے گی تو آپ حضرات کے سامنے آ جائے گی، مشورہ بھی ہوتا رہے گا، دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ دار العلوم میں مختلف اطراف سے فرمائشیں آتی رہتی ہیں کہ ان کے پاس ایسا مناسب شخص بھیجا جائے تو اس کے لئے بھی آسانی ہوگی۔

جن طلبہ کا ابھی ایک سال باقی ہے، ان سے گزارش یہ ہے کہ جو کچھ ابھی عرض کیا ہے، اس کی روشنی میں اپنے نصاب میں خوب محنت کریں اور تربیت کے لئے جو نظام مرتب کیا گیا ہے، اس میں بھی خوب حصہ لیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کے اندر دین کی دعوت کی صلاحیت پیدا فرمائے اور آپ کو دین کی مقبول خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆